غبار خاطر ایک مطالعہ

ڈاکٹر نازیہ چنے گاؤں

شعبۂ اُردو انجمن ڈگری کالج وجئے پور

تلخیص: مولانا آزاد کے خطوط کے کئی مجموعے شائع ہو چکے ہیں جن میں مکاتیب ابوالکلام آزاد، نقش آزاد، برکات آزاد، کاروان خیال اور غبار خاطر خاص طور پر قابل ذکر ہیں لیکن ان میں سب سے زیادہ شہرت غبار خاطر کے حصے میں آئی۔

غبار خاطر مولانا آزاد کے ان خطوط کا مجموعہ ہے جو 1942ء اور 1945ء کے درمیان زمانہ اسیری میں لکھے گئے مولانا آزاد کی زندگی کا بڑا حصّہ قید و بند میں گزرا مگر اس بار قلعہ احمد نگر کی یہ اسیری ہر بار سے زیادہ سخت تھی کیونکہ اس بار نہ کسی سے ملاقات کی اجازت تھی نہ کسی سے خط وکتابت کرنے کی اس لیے مولانا آزاد نے دل کا غبار نکارلنے کا ایک راستہ ڈھونڈ نکالا اپنے ایک قدیم دوست مولانا حبیب الرحمن خان شیروانی کے نام خط لکھ کر رکھتے رہے جیل سے رہا ہوئے تو یہ خطوط غبارِ خاطر کے نام سے چھپوا کر انہیں بھیج دئے گئے۔ یہ خطوط ہیں یا انشائیے سوال بار بار دہرایا گیا ہے اور واقعی یہ فیصلہ کرنا دشوار ہے کہ ان خطوط کو کس خانے میں رکھا جائے غبار خاطر میں بعض خطوط ایسے ہیں جو کسی سنجیدہ موضوع پر سنجیدہ انداز میں لکھے گئے۔ جیسے موسیقی اور باغبانی پر کیونکہ مولانا آزاد حسن پرست تھے پھولوں سے انہیں بے حد پیار تھا غبار خاطر کا ایک خط اس چمن کے بارے میں ہے جو انہوں نے قلعے میں راستہ کر لیا تھا موسیقی سے انہیں خاص شغف تھا۔ ایسے ماحول کے پروردہ تھے جہاں موسیقی کا گزر نہ تھا مگر انہوں نے ستار بجانے کی مشق کی ایک زمانے میں ان کا معمول رہا کہ رات کو ستار لے کر تاج محل چلے جاتے اور چھت پر جمنا کے رُخ بیٹھ جاتے پھر جوں ہی چاندنی پھیلنے لگتی ستار پر کوئی گیت چھیڑ دیتے مولانا کو موسیقی سے روحانی لگاؤ تھا۔

کلیدی الفاظ : غبار خاطر، ایک، مطالعہ، انشائیہ کا انداز، مکتوب الیہ، غبار خاطر کی اہمیت، فلسفیانہ افکار، فارسی آمیز علمی زبان

مولانا ابولکلام آزاد اپنے عہد کے ایک ممتاز نثر نگار تھے انہوں نے اُردو ادب کے مختلف موضوعات پر تبع آزمائی کی ہے وہ صاحب ترزِ ادیب ہیں اور اُردو نثر میں وہ ترز نو کے بانی ہیں۔

غبار خاطر کے ایک خط میں لکھتے ہیں :

ایک عظیم دانشور، مفکر عالم، صاحب طرز ادیب، بے باک صحافی، مذہبی رہنما کی حیثیت سے مولانا آزاد کی شخصیت مستحکم ہے ان کی تحریروں سے ان کی شخصیت کے مختلف رنگ جلوہ گر ہیں۔ بقول اجمل خاں :

"مولانا آزاد کی زندگی مختلف حیثیتوں میں بٹی ہوئی ہے وہ ایک ہی زندگی اور ایک ہی وقت میں مصنف بھی ہیں مقرر بھی ہیں مفکر بھی ہیں فلسفی بھی ہیں اور ادیب بھی ہیں مدبر بھی ہیں اور ساتھ ہی سیاسی جدوجہد کے میدان کے سپہ سالار بھی ہیں۔"

"میں زندگی میں ہر چیز کے بغیر خوش رہ سکتا ہوں لیکن موسیقی کے بغیر نہیں رہ سکتا آواز خوش میرے لئے زندگی کا سہارا خواہشوں کا مدار اور غم دل کی ساری بیماریوں کا علاج ہے۔"

یہاں انشائیہ کا انداز غالب ہے اس لیے بعض اہل نظر نے یہ خیال ظاہر کیا کہ مولانا آزاد نے مضمون لکھے انشائیے تحریر کیے اور انہیں خط کی شکل دینے کے لیے ہر خط کے شروع میں صدیق مکرم لقب ٹانک دیا آخر میں دستخط فرما دیتے ابوالکلام اور یہ خط بن گئے۔

اس دعوے کے ثبوت میں ایک دلیل یہ بھی دی جاسکتی ہے کہ خط وہ ہوتا ہے جس میں خط لکھنے والا بھی نظر آئے اور وہ بھی جسے خط لکھا جارہا ہے غالب کے خط پڑھیں تو مکتوب الیہ بھی صاف نظر آتا ہے کبھی اسے گدگدایا جارہا کبھی سوال وجواب ہو رہے ہیں کہیں اس کے مسائل پر اظہار خیال ہو رہا ہے مولانا آزاد کے خط ایک طرفہ ہیں۔ مطلب یہ کہ بس وہ اپنی بات کہے جا رہے ہیں۔

ان خامیوں کے باوجود غبار خاطر کو خطوط کا مجموعہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کیونکہ بیشتر جگہ خط نگاری کی ہی فضا قائم رہی ہے۔ غالب کے خط پڑھیے تو محسوس ہوتا ہے کہ ایک ایک کر کے مکتوب نگار کے چہرے سے نقاب اترتے جارہے ہیں مگر مولانا آزاد اپنی شخصیت کو پردوں میں چھپاتے چلے جاتے ہیں البتہ ایک خط ایسا بھی ہے جس میں مولانا آزاد ہمیں اپنے غم میں شریک کر لیتے ہیں ان کی بیگم زلیخا سخت بیمار ہیں اخبار میں ان کی بیماری کی خبریں چھپ رہی ہیں مولانا آزاد کو بے چینی سے اخبار کا انتظار رہتا ہے۔ جیلر ہر روز اخبار لے کر سیدھا ان کے کمرے میں آتا ہے جیسے ہی اس کے دفتر سے نکلنے کی آہٹ سنائی دیتی ہے ان کا دل دھڑکنے لگتا ہے کہ خدا جانے آج اخبار میں زلیخا کے بارے میں کیا چھپا ہو گا لیکن وہ کسی طرح ظاہر نہیں ہونے دینا چاہتے کہ ان کا صبر و سکون برباد ہو چکا ہے لکھتے ہیں:

''میرے صوفے کی پیٹھ دروازے کی طرف تھی اس لیے جب تک آدمی اندر آکر کھڑا نہ ہو جاتا میرا چہرا نہیں دیکھ سکتا جب جیلر آتا تھا میں حسب معمول مسکراتے ہوئے اشارہ کرتا تھا کہ اخبار ٹیبل پر رکھ دے اور پھر لکھنے میں مشغول ہو جاتا گویا اخبار دیکھنے کی کوئی جلدی نہیں میں اعتراف کرتا ہوں کہ ساری ظاہر داریاں دکھاوے کا ایک پارٹ تھیں جس سے دماغ کا ایک مفروزانہ احساس کھیلتا رہتا تھا اور اس لئے کھیلتا رہتا تھا کہ کہیں اس کے دامن صبر و قرار پر بے حالی اور پریشاں خاطری کا کوئی دھبہ نہ لگ جائے۔''

اور مولانا آزاد نے یہ دھبہ اس دن بھی نہ لگنے دیا جس دن زلیخا کی موت کی خبر اخبار میں شائع ہوئی انسانی کمزوری کا یہ اعتراف ہمیں مولانا آزاد کے کتنا نزدیک کر دیتا ہے اور ہم ان سے کیسی اپنایت محسوس کرنے لگتے ہیں شخصیت کا اظہار مکاتیب میں بہر حال ہوتے رہتا ہے۔

مولانا آزاد کی زندگی کے بارے میں بہت سی ایسی باتیں ہیں کہ ان خطوط میں نہ لکھی جاتیں تو شاید کسی طرح ہم تک نہ پہنچتیں ایک خط سے معلوم ہوتا ہے کہ مولانا آزاد کا خاندان ایسا قدامت پرست تھا کہ باہر کی ہوا کا وہاں گزر بھی نہ تھا لکھتے ہیں:

''میری تعلیم ایسے ماحول میں ہوئی جو چاروں طرف سے قدامت پرستی اور تقلید کی چار دیواری میں گھرا ہوا تھا اور باہر کی مخالف ہواؤں کا وہاں تج گزر ہی نہ تھا۔ مگر وہ تقلید کی اس چار دیواری سے نکلے اور انھوں نے اپنا راستہ الگ بتایا۔''

انفرادیت مولانا آزاد کے مزاج میں داخل تھی روش عام سے ہٹ کر چلنا ساری زندگی ان کا معمول رہا ایک خط میں لکھتے ہیں:

''زندگی کی بہت سی باتوں کی طرح اس معاملہ میں بھی ساری دنیا سے الٹی ہی چال میرے حصے میں آئی دنیا کے لئے سونے کا وقت سب سے بہتر ہوا وہی میرے لیے بیداری کی اصل پونجی ہوتی وہ یعنی دنیا جب جاگتی ہے تو میں سوتے رہتا ہوں جب سو جاتی ہے تو میں اُٹھ بیٹھتا ہوں ایک بڑا فائدہ اس عادت سے یہ ہوا کہ میری تنہائی میں اب کوئی خلل نہیں ڈال سکتا۔''

اور حقیقتاً ان کا یہی مزاج تھا لوگ جیل خانے میں قید تنہائی کو ایک اذیت ناک سزا خیال کرتے ہیں مولانا آزاد اس تنہائی کو انعام سمجھتے تھے صبح سویرے اُٹھنا نازک اور ناگوار ہوتا ہے مولانا آزاد رات کے پچھلے پہر کو بیدار ہو جایا کرتے تھے۔

غبار خاطر کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ یہ ابوالکلام آزاد کی زندگی کے بعض گوشوں پر روشنی ڈالتی ہے غبار خاطر کے مکالمے سے مولانا آزاد کے خیالات، افکار رجحانات اور دلچسپی کا حال معلوم ہوتا ہے۔ غبار خاطر کا مطالعہ کیجئے تو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی ہے کہ انہیں اُردو فارسی اور عربی کے کتنے شعر یاد تھے جس شخص نے ایسا ذہن پایا ہو وہ اپنی صلاحیت پر ناز کرے اور اس کے مزاج میں انانیت پیدا ہو جائے تو یہ کوئی حیرت کی بات نہیں جیل میں طبعی معائنے کا ذکر کرتے ہوئے ایک خط میں لکھتے ہیں:

”سرجن ہر شخص کا سینہ ٹھوک بجا کے دیکھتا رہا کہ کیا آواز نکلتی ہے معلوم نہیں پھیپھڑوں کی حالت معلوم کرنی چاہتا یا دلوں کی چھونے بھی معائنے کی درخواست کی میں نے کہا میرا سینہ دیکھنا بے سود ہے اگر دماغ کے دیکھنے کا کوئی آلہ ساتھ ہے تو کام میں لا دیتے۔“

فکر و فلسفہ ایک موج تہہ نشین کی طرح غبار خاطر کے ہر صفحے پر کار فرما ہے اور یہی مولانا کا مزاج ہے ہر وقت سوچنا اور مسلسل سوچنا۔ ساری زندگی مولانا آزاد کی عادت رہی غبار خاطر کے بعض خطوں پر تو فلسفہ پوری طرح حاوی ہے اور بعض خطوں میں اس کی ہلکی لہریں نظر آتی ہیں ایک خط میں خوشی کا فلسفہ پیش کیا گیا ہے۔ مولانا آزاد فرماتے ہیں:

”اصل خوشی کی نہیں دماغ کی خوشی ہے قید و بند میں بھی برقرار رہتی ہے کیونکہ قید خانے کی چار دیواری کے اندر بھی سورج ہر روز چمکتا ہے اور چاندنی راتوں نے کبھی قیدی اور غیر قیدی میں امتیاز نہیں کیا۔“

غبار خاطر مولانا ابوالکلام آزاد کے فلسفیانہ افکار سے لبریز ہے۔ غبار خاطر میں ہمیں کوئی ایک اسٹائل نہیں ملتا بلکہ مکتوبات کے موضوعات جدا جدا ہونے کی بنا پر طرز نگارش بھی جدا جدا اختیار کی ہے یہی وجہ ہے کہ ہماری ملاقات کہیں آسان اور عام فہم نثر سے ہوتی ہے تو کہیں شاعرانہ چاشنی کچھ اور ہی لطف دے جاتی ہے اور کہیں فارسی آمیز علمی زبان ہماری فہم ولیاقت کا امتحان لیتی نظر آتی ہے۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے غبار خاطر کے کئی خطوط میں عام فہم زبان استعمال کی ہے مولانا اس زبان پر پوری قدرت رکھتے ہیں ایک اور خط کا اقتباس ملاحظہ ہو:

”لوگ ہمیشہ اس کھوج میں لگے رہتے ہیں کہ زندگی کو بڑے بڑے کاموں کے لیے کام میں لائیں لیکن یہ نہیں جانتے کہ یہاں ایک سب سے بڑا کام خود زندگی ہوتی یعنی زندگی کو ہنسی خوشی کاٹ دینا یہاں اس سے زیادہ سہل کام کوئی نہ ہوا کہ مر جایئے اور اس سے زیادہ مشکل کام کوئی نہ ہوا کہ زندہ رہے جس نے یہ مشکل حل کر لی اس نے زندگی کا سب سے بڑا کام انجام دے دیا۔“

غبار خاطر کی دلکشی کا اصل راز اس کی طرز تحریر ہے تخلیق نثر کا یہ شاہ کار صدیوں تک ناقدان ادب کو ہمیشہ اپنی جانب متوجہ کرتا رہے گا۔

کتابیات:

	کتاب کا نام	مصنف
۱)	غبارِ خاطر	مولانا ابوالکلام آزاد
۲)	غبار خاطر کی وضاحتی فرہنگ	محمد آدم
۳)	خطوط آزاد	مولانا ابوالکلام آزاد
۴)	ابوالکلام آزاد کا اسلوب نگارش	عبدالمغنی

☆☆☆